

# الزائحة العجيب لسيف العجيب

مؤلف: فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ





مسئلہ علم غیب پر جو ایسے شبہات تھے جن پر مخالفین کو  
ناز تھا ان کا بے نظیر ازالہ

مسمیٰ نام تاریخی

ازاحۃ الغیب لسیف الغیب

مصنفہ

حضور پر نور اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ مجددین و ملت

مکتبہ غوثیہ - مریدکے

## جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب ——— از احیاء الغیب لسیف الغیب

مصنف ——— اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قاضی بریلوی رضی اللہ عنہ

ناشر ——— غوثیہ بک ڈپو مرید کے

ملنے کا پتہ

☆ مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور

☆ ضیاء القرآن گنج بخش روڈ لاہور

☆ حجاز پبلی کیشنز الاولیس مرکز دربار مارکیٹ لاہور

☆ مسلم کتابوی دربار مارکیٹ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

مسئلہ: از مدرسہ دیوبند ضلع سہارن پور میں مسئلہ کے از اہلسنت نصریم اللہ تعالیٰ  
بوساطت جناب مولانا مولوی وصی احمد صاحب محدث سورتی سلمہ اللہ تعالیٰ۔

تسلیمات دست بستہ کے بعد گزارش ہے بندہ اس وقت وہاں گڑھ مدرسہ  
دیوبند میں مقیم ہے، جناب عالی اربعین جناب مولانا مولوی وصی احمد صاحب محدث  
سورتی جو جو باتیں آپ نے ان لوگوں کے حق میں فرمائی تھیں وہ سب سچ ہیں، میری  
فرق نہیں۔ عید کے دن بعد نماز جمعہ اکابر علماء و طلباء و روسائے مل کر عید گاہ میں  
بقدر ایک گھنٹہ یہ دعائیں کہ اللہ تعالیٰ جاسم پنجم بادشاہ لندن کو عیشہ ہمارے  
سرس پر قائم رکھے اور اس کے والد کو خدا منفرت نصیب کرے اور جس وقت جاسم پنجم  
ولایت سے بھی گویا تو مبلغ روپیہ کا تار پرانے تیرے مقدم یعنی سلامی روانہ کر دیا، اور  
بتاریخ ۱۲ ذی الحجہ ایک بڑا جلسہ کر دیا کہ جو چار گھنٹے مختلف علماء نے بادشاہ انگریزی کی  
تعریف اور دعائیں کی اور خوشی کے واسطے مٹھائی تقسیم کی اور عین خطبہ میں بیان کیا کہ  
امام احمد حنبل نے جواب میں دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ امام احمد نے پوچھا  
کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری عمر کتنی باقی ہے؟ آپ نے پانچ انگشت اٹھائیں  
پھر برائے تعبیر محمد بن سیرین کے پاس آئے، انہوں نے فرمایا خمس لا یعلیٰھا الاھو  
تو معلوم ہوا کہ آپ مطلع علی الغیب نہیں۔

دوسرے ذوالیہدین کی حدیث کو بیان کیا کہ آپ کو نماز میں سہو ہو گیا، جب ذوالیہدین  
نے بار بار استفسار کیا اور آپ نے صحابہ سے دریافت کیا تو پھر نماز کو پورا کیا، اس حدیث

یہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے علم مشاہدہ میں نقصان ثابت ہو گیا، علم غیب پر اطلاع تو ابھی دور ہے۔ اتنی۔

یہاں کے لوگ اس قدر بد معاش ہیں کہ مولوی محمود حسین مدرس اہل درجہ حدیث نے مسلم شریف کے سبق میں باب شفاعت کی اس حدیث میں کہ آپ نے جب تمام مسلمین کی شفاعت کی اور سب کو سب سے دیدی مگر کچھ لوگ رہ گئے یعنی منافقین وغیرہ تو آپ نے ان کے وسط شفاعت کی تو فرشتوں نے منع کر دیا کہ تم نہیں جانتے ہو کہ ان لوگوں نے کیا کچھ کیا بعد آپ کے تو اس سے ظاہر ہو گیا کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ ہر جگہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر امت کے اعمال پیش ہوتے ہیں یا یہ غلط محض افسار رہے، عام غیب کا کیا ذکر؟ اللہ اکبر! ترمذی شریف کے سبق ۱۷۲ صفحہ کے آخر میں۔ ایک عورت کے ساتھ زنا ہو گیا اگر اہل کے ساتھ تو اس عورت نے ایک شخص پر ہاتھ رکھا آپ نے اس شخص کو رجم کا حکم فرمایا، پس دوسرا شخص اٹھا اس نے اقرار زنا کا کر لیا، پہلے شخص کو چھوڑا اور دوسرا مرحوم ہو گیا، آپ نے فرمایا تائب توبت الخ۔ اگر شخص ثانی اقرار نہ کرتا تو پہلے شخص کی گردن اڑا دیتے یہ اچھی تعبیر دانی ہے، ہذا قولہ۔ اور ابھی وقتاً فوقتاً احادیث میں کچھ نہ کچھ کہے بغیر نہیں چھوڑتے اللہ اکبر معاذ اللہ من شرہ۔

اللہ عزوجل گمراہی و جبنالی سے پناہ دے، فقیر نے انشاء اللہ

الجواب

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مختصر جملوں میں ان شبہات اور

ان جیسے ہزاروں ہوں تو سب کا جواب شافی سے دیا مگر وہ یہ اپنی خرافات سے باز نہیں آتے، الدولۃ المکیہ میں بیان ابن ہے، میں پھر تذکیر کروں کہ انشاء اللہ العزیز بار بار سوال کی حاجت نہ ہو اور ذی فہم سنی ایسے لاکھ شہید ہوں تو سب کا جواب خود دے، فقیر نے قرآن عظیم کی آیات قطعیت سے ثابت کیا کہ قرآن عظیم نے ۲۱ برس

بتدریج نزول اجلال فرما کر اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع ماکان و مایکون یعنی روزِ اول سے آخر تک کی ہر شے ہر بات کا علم عطا فرمایا اور اصول میں میرے ہونے کا کہ آیاتِ قطعیہ کے خلاف کوئی حدیث آحاد بھی مسلم نہیں ہو سکتی اگرچہ سند صحیح ہو تو مخالف قرآنِ عظیم کے خلاف پر جو دلیل پیش کرے اس پر چار باتوں کا لحاظ لازم ہے۔

اول: وہ آیت قطعی الدلالة یا ایسی ہی حدیث متواتر ہو۔

دوم: واقعہ تمامی نزولِ قرآن کے بعد کا ہو۔

سوم: اس دلیل سے راساً عدم حصولِ علم ثابت ہو کہ مخالف مستدل ہے اور محلِ نزول میں اس پر جزم محال اور وہ منافی حصولِ علم نہیں بلکہ اس کا مثبت و مقبض ہے۔

چہارم: صراحتاً نفیِ علم کرے ورنہ بہت علوم کا اظہار مصلحت نہیں ہوتا اور اللہ عالم یا خدا ہی جانے والا ہے سو کوئی نہیں جانتا ایسی جگہ قطع طمع جواب کے لئے بھی ہوتا ہے اور نفی حقیقتِ ذاتیہ نفی حقیقتِ عطا شدہ کو مستلزم نہیں، اللہ عزوجل روزِ قیامت رسولوں کو جمع کر کے فرمائے گا ما ذا اٰجبتکم تم جو انصار کے پاس ہدایت لے کر گئے انہوں نے تم کو کیا جواب دیا؟ سب عرض کریں گے لا علم لنا، میں کچھ علم نہیں۔

ان شبہات اور ان کے امثال کے رد کو یہی چار جملے بس ہیں اور یہاں امرِ پنجم اور ہے کہ وہ واقعہ روزِ اول سے قیامِ قیامت تک یعنی ان حوادث سے جو لوحِ محفوظ میں ثبت ہیں کہ انہیں کے احاطہ کا دعویٰ ہے۔ امور متعلقہ ذات و صفات و اید و غیرہ نامتناہیات سے ہو تو بخت سے خروج اور دائرہ جنون و سفاہت میں صریح و لوح ہے، ان جملوں کے لحاظ کے بعد وہابیہ کے تمام شبہات برباد ہو جاتے ہیں: کَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةٍ اِجْتَنَبْنَا مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ۔

اب یہیں ملاحظہ کیجئے اولاً چاروں شبہے امرِ اول سے مردود ہیں ان میں کوئی آیت یا حدیث متواتر قطعی الدلالة ہے، ثانیاً دوسرا اور چوتھا شبہ امرِ دوم سے

دوبارہ مردود ہیں کہ یہ ایام نزول کے وقائع ہیں یا کم از کم ان کا بعد تمامی نزول ہونا ثابت نہیں آتا۔ دوسرا شبہ امر سوم سے سہ بارہ اور تیسرا دوبارہ مردود ہے، شبہ دوم میں تو صریح بدیہی یقینی ذہول تھا، نماز فعل اختیار ہی ہے اور افعال احتیاطیہ بے علم و شعور ناممکن مگر وہاں یہ بدیہات میں بھی انکار رکھتے ہیں ذلت بانہم قوم یکابرون اور شبہ سوم کا حال بھی ظاہر روز قیامت کا عظیم ہجوم تمام اولین و آخرین والس و جن کا اثر و حامی لاکھوں منزل کے دور میں مقام اور عوض و صراط و میزان پر کتنی شمار کی حد سے باہر مختلف کام اور ہر جگہ خبر گیری صرف ایک محمد رسول اللہ سید الانام علیہ و علیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام اس سے کروڑوں حصے کا کروڑوں حصہ ہجوم کا عظیمہ مہمہ اگر ایسے دس ہزار سپہ سوار کی عقل نہایت کامل اور حواس کمال مجتمع اور قلب اعلیٰ درجہ کا ثابت تو ان کے ہوش پراں ہو جائیں، آئے حواس کم ہوں، یہ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سنیہ پاک ہے جس کی وسعت کے حضور عرش عظیم مع جملہ عوالم صحرائے حق و دوق میں بھگنے کے مانند ہیں جیسے ان کا رب فرمانا ہے اَللّٰہُ تَشْوِیْخٌ لَّکَ صَدْرُکَ پھر ان عظیم و خارج از حد شمار کاموں کے علاوہ وقت وہ سہناک کہ اکابر اہلبیاد و سرسلین نفسی نفسی پکاریں، رب عزوجل اس غضب شدید کے ساتھ تجلی فرمائے ہو کہ نہ اس سے پہلے کبھی ہوئی نہ اس کے بعد کبھی ہو، پھر ایک ایک مسلمان انہیں اس سے زیادہ پیارا جیسے نہر ان ماں کو اکلوتا بچہ۔ وہ جو خوش بیبت وہ کام کی کثرت، وہ وفور رحمت، وہ لاکھوں منزل کا دورہ، وہ کروڑوں طرف نظر، سنکھول کی طرف جہیل، ایسی حالت میں اگر بعض باتیں ذہن اقدس سے انزجائیں تو عین اعجاز ہے جس سے بلا صرف علم الہی ہے ولس و لکن الوہابیہ قوم لا یعقلون اور اس پر صریح دلیل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام امت دکھایا جانا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام امت کے اعمال برابر عرض ہوتے رہتا ہے



ہی جس پر ابابیت کثیرہ ناطق ہیں اگرچہ وہ ابیہ اپنی ڈھٹائی سے انکار کریں مگر سب سے زیادہ صاف صریح دلیل قطعی یہ ہے کہ آخر روز قیامت کچھ لوگوں کی نسبت یہ واقعہ پیش آنے کی حدیث بیان کون فرما رہا ہے؟ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہی تو ارشاد فرماتے ہیں، اگر اس هجوم عظیم کا رہائے خطیر میں ذہول نہ ہوتا تو یہ واقعہ واقع ہی نہ ہوتا، تو اس وقت اتنے ذہول سے چارہ نہیں لیقضی اللہ امرًا کان مفعولاً ولكن الوہابیتہ قوم یفوقون۔

رالغاً پہلا ثبہ امر چہارم سے دوبارہ مردود ہے کسی کی مقدار عمر و وقت موت سے بناوینا غالب اوقات اکثر ناس کے لئے مصلحت دینیہ کے خلاف ہے تو ایسے محل سوال کے جواب سے اگر اعراض فرمایا اور سوالہ بخلاف فرمادیا کیا مستبعد ہے۔

**قائدہ:** یہ انہیں جملوں سے ان چاروں شبہوں کے متعدد رد ہو گئے، اب بتوفیقہ تعالیٰ بعض لبقیہ اقادات ذکر کریں کہ وہ ابیہ کی کمال جہالت آفتاب سے زیادہ روشن ہو اور چاروں شبہوں میں ہی ایک پر چار چار رد ہو جائیں فاقول وباللہ التوفیق۔

**ثبہ اولیٰ کے دو رد گزٹے امر اول و چہارم سے ثالثا حضرت علمائے وہابیہ کی حالت تماشا کردنی امام احمد حنبل نے خواب دیکھا اور امام ابن سیرین سے تعبیر پوچھی، اے سبحان اللہ! جھوٹ گھڑے تو ایسے گھڑے، امام ابن سیرین کی وفات سے ساڑھے تیرپن برس بعد امام احمد کی ولادت ہوئی ہے، ابن سیرین کی وفات ہم**

**سوال** ۱۱۶۴ھ کو ہے اور امام احمد کی ولادت ربیع الاول ۱۶۴ھ میں تقریباً ہے

محمد بن سیرین ثقہ ثبت عابد کبیر القدر مات سنۃ عشر و مائۃ۔ و فیات الاعیان میں ہے محمد بن سیرین لہ البید الطولی فی تعبیر الرویا توفی تاسع شوال یوم الجمعة سنۃ عشر و مائۃ بالتصرۃ۔ تقریب میں ہے احمد بن محمد بن حنبل مات سنۃ

احدی و اربعین ولد سبع و سبعون سنة و فیات میں ہے الامام احمد بن حنبل  
 خرجت امه من مرو و هي حامل به فولدت في بغداد في شهر ربيع الاول سنة اربع و ستين و ثمان مائة  
 مگر یہ کہتے کہ امام احمد نے جب کہ اپنے جدِ امجد کی پشت میں لطفے تھے یہ خواب دیکھا  
 اور امام ابن سیرین نے مافی الارحام سے بھی خفی تر غیب مافی الاصلاب کو مانا اور تعبیر  
 بیان کی یوں آپ کے طور پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غیب دانی نہ ہوئی تو  
 ابن سیرین کو علم غیب ہوا۔ یہ شاید حضراتِ دہلیہ پر آسان ہو کہ ان کو اوروں کے فضائل  
 سے اتنی عداوت نہیں جو اصل اصول جملہ فضائل یعنی فضائل حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم سے ہے۔

دیوبندی علماء کی یہ جہالت اپنے قابل ہے ان کے آثار میں  
 ان سے بھی بڑھ کر ان کے قابل بھٹی عالی جناب امام ابو ہریرہ  
 مولوی گنگوہی صاحب انجمنی اپنے ایک فتوے میں اپنی داؤدائیت دیتے ہوئے فرماتے  
 ہیں:-

حسین بن منصور کے قتل پر امام ابو یوسف شاگرد  
 امام ابو حنیفہ جو کہ سید العلماء تھے اور سید الطائفة جنید بغدادی رحمۃ اللہ  
 علیہ جو تمام سلاسل کے مرجح ہیں، دونوں نے فتویٰ قتل کا دیا بجا ہے۔  
 دفن تاریخ ہم کمالے دارند سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات  
 پنجم ریح الآخر ۱۸۲ھ کو ہے اور حضرت حسین منصور حلاج قدس سرہ کا یہ واقعہ  
 ۲۳ ذی القعدہ ۳۰۹ھ میں دونوں میں قریب ایک سو اٹھائیس برس کا فاصلہ  
 ہے مگر امام ابو یوسف کو غیب دان کہتے کہ اپنی وفات سے سو سو برس بعد کے واقعہ

لے قتل پر قتل کا فتویٰ بھی قابلِ تائید ہے یعنی قتل کو قتل کیا جائے یا قاتل کو۔

کو جان کر علاج کے قتل کا پیشگی فتویٰ دے گئے۔ تذکرۃ الحفاظ علامہ ذہبی میں ہے:-  
 القاضی ابو یوسف الامام العلامة فقیہ العراقین صاحب  
 ابی حنیفۃ اجتمع علیہ المسلمون مات فی رابع الآخر  
 سنتہ اثنتین وثمانین ومائۃ عن سبعین سنتہ ولداخبار فی  
 العلم والسعادة۔ وفیات الاعیان میں ہے کانت ولادۃ القاضی ابی یوسف سنتہ ثلاث  
 عشرة ومائۃ وتوفی یوم الخمیس اول وقت الظهر لخمس خلون من شہر  
 رابع الاول سنتہ اثنتین وثمانین ومائۃ ببغداد۔

اسی میں تاریخ شہادت حضرت علاج میں لکھا ہے:-

یوم الثلاثاء لسبع وقیل لست بقین من ذی القعدة سنة تسع وثلاثمائة  
 سلطان اورنگ زیب محی الدین عالمگیر انا اللہ تعالیٰ برہانہ کی حکایت مشہور ہے  
 کہ کسی مدعی ولایت کا شہرہ سن کر ان کے پاس تشریف کے گئے انکی عمر طویل بتائی جاتی  
 تھی، سلطان نے پوچھا جناب کی عمر تشریف کس قدر ہے؟ کہا مجھے تحقیق تو یاد نہیں مگر  
 جس زمانے میں سکندر ذوالقرنین امیر تیمور سے لڑ رہا تھا میں جوان تھا، سلطان نے  
 فرمایا، علاوہ کشف وکرامات ورفن تاریخ ہم کما لے دارند دیوبندی صاحبوں نے تو  
 تریپن پور برس کابل رکھا تھا جناب گنگوہی صاحب سوا سو برس سے بھی اونچے  
 اڑ گئے یعنی شملہ بمقدار علم۔ اس سنت پر قائم ہو کر اگر کوئی دیوبندی یا تھا نوی حضرت گنگوہی  
 صاحب کے تذکرہ میں لکھ دینا کہ عالی جناب گنگوہیت مات کو ابن طیم نے غسل دیا اور  
 یزید نے نماز پڑھائی اور شہرتے قبر میں اتارا تو کیا مستبعد تھا بلکہ وہ اس سے قریب تر  
 ہوتا و وجہ سے اولاً ممکن کہ اشتراک اسماء ہو وفات گنگوہی صاحب کے وقت  
 جو لوگ ان کا مول ہیں ہوں ان کے یہ نام ہوں۔ ثانیاً باب تشبیہ واضح ہے جیسے  
 لکل فرعون موسیٰ مگر جناب گنگوہی صاحب کے کلام میں کہ امام ابو یوسف شاکر و امام

ابو حنیفہ جو سید العلماء تھے کوئی تاویل بنتی نظر نہیں آتی سو اس کے کہ اتنا عظیم جہل  
 شدید یا حضرت امام پر اتنا بے یگانہ افزائی بعید، دلائل و دلائل الابدان العزیز المجد  
 راجعاً بقرضِ صحت حکایت یہ معجز کی اپنی مقدار علم ہے ممکن ہے کہ نبی صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم نے عمری بتائی ہو خواہ مجموعہ خواہ باقی۔ پانچ انگلیوں کے اشارے میں  
 پانچ یا چھ دن یا ہفتے یا مہینے یا برس یا ساٹھ یا بہتر برس یا تیس سال دس مہینے  
 گیارہ دن، یا اکتالیس سال چار مہینے گیارہ دن یا اکتیس سال چار مہینے چند دن بارہ  
 احتمال ہیں، کیا دلیل ہے کہ خواب دیکھنے والے کی عمر اگرچہ بقرضِ غلط امام احمدی ہوں  
 روزِ خواب سے آخر تک ان میں سے کسی مقدار پر نہ ہوئی، امام احمدی کی عمر شریف ستتر  
 سال ہوئی، اگر پانچ برس کی عمر میں خواب دیکھا ہو تو سب میں بڑا احتمال ۲، سال ممکن ہے  
 اور باقی زیادہ واضح ہیں یا اصل دیکھئے تو امام احمد و امام ابن سیرین کا نام تو دیوبندیوں  
 نے بنا لیا کیا دلیل کہ واقعی خواب دیکھنے والے کی ساری عمر چار احتمال اخیر سے کسی  
 شمار پر نہ ہوئی خواب دیکھنے کی تاریخ اور دیکھنے والے کی تاریخ ولادت و تاریخ و قاتل  
 یہ سب صحیح طور پر معلوم ہوئی اور ثابت ہوا کہ اس کی مجموعی عمر باقی عمر کوئی ان میں سے  
 کسی احتمال پر ٹھیک نہیں آتی اس وقت اس کے کہنے کی گنجائش ہو کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم نے اس سے مقدار عمری بتائی ہو معجز کو اس کے جلتے کی طرف راہ نہ تھی  
 لہذا اپنی سمجھ کے قابل اسے غیبِ خمسہ کی طرف پھیر دیا، دیوبندیوں کو تو شاید اس اشارے  
 میں یہ بارہ احتمال سمجھنے بھی دشوار ہوں حالانکہ وہ نہایت واضح ہیں اور ان کے  
 سوا اور دقیق احتمال بھی تھے کہ ہم نے ترک کر دیئے۔

تیسرے ثانیہ کے تین رد کرنے اور اول و دوم و سوم سے راجعاً دیوبندیوں کی  
 عبارت کہ آپ کے علم مشاہدہ میں نقصان ثابت ہو گیا علم غیب پر اطلاع تو ابھی دور ہے،  
 جس ناپاک و بے پاک طرز پر واقع ہوئی اس کا جواب تو انشاء اللہ تعالیٰ روزِ قیامت ملے گا

مگر ان سنجیدہوں کو دین کی طرح عقل سے بھی مس نہیں۔ امراہم و اعظم و اہل و علی میں اشتغال  
بارہا امر سہل سے ذہول کا باعث ہوتا ہے ایسی جگہ اس کے ثبوت سے ہی اس کا  
انقا ہوتا ہے نہ کہ اس کی نفی سے اس کی نفی پر استدلال کیا جائے و لکن الوہابیت  
قوم بیجھلون۔

تشیبہ ثالثہ کے دو رد گزے امر اول و سوم سے ثالثہ یہ حدیث جس طرح دیوبندی  
نے بتائی صریح اقرار ہے نہ صحیح مسلم میں کہیں اس کا پتہ ہے، رابعاً حضور اقدس صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم پر اعمال امت پیش کیے جانے کو غلط و محض افترا کہنا غلط و محض افترا ہے، تراز  
اپنی مستندین بسند صحیح جید حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت  
کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

حیاتی خیرکم و مساتی خیرکم و تعرض علی اعمالکم فما کان من حسن حمد اللہ  
علیہ و ما کان من سیئ استغفر اللہ لکم۔

”میری زندگی بھی تمہارے لئے بہتر اور میری وفات بھی تمہارے لئے  
بہتر تمہارے اعمال مجھ پر عرض کئے جائیں گے، میں بھلائی پر حمد الہی بجا  
لاؤں گا اور برائی پر تمہاری بخشش چاہوں گا۔“

اللہم صل وسلم وبارک علی صلاۃ تکون لك رضاء و لحقہ العظیم دار امیت  
مسند عارت میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

حیاتی خیرکم تحدثونی و نحدثکم فاذا اتامت کانت وفاتی  
خیرا لکم تعرض علی اعمالکم فان سرائت خیرا حدث اللہ  
ان سرائت غیر ذلک استغفرت اللہ لکم۔

”میرا دنیا تمہارے لئے بہتر ہے مجھ سے باتیں کرتے ہو اور ہم

تمہارے نفع کی باتیں تم سے فرماتے ہیں جب میں انتقال فرماؤں گا تو میری  
ذات تمہارے لئے خیر ہوگی تمہارے اعمال مجھ پر پیش کئے جائیں گے اگر  
نیکی دیکھوں گا حمد الہی کروں گا اور دوسری بات پاؤں گا تو تمہاری مغفرت  
طلب کروں گا۔

اللہم صل وسلم وبارک علیہ قدر آفتہ ورحمتہ بامتہ ابدًا امین  
ابن سعد طبقات میں اور حارث مستدریج اور قاضی اسمعیل بسند ثقافت بکر بن  
عبدالبرمرلی سے مرسل راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

حیاتی خیر لکم تحدثون و یحیدت لکم فاذا انا مت کانت وفاتی خیرا لکم  
تعرض علی اعمالکم فان رأیت خیرا حمدت وان رأیت شرا استغفرت لکم۔

میرے جیات تمہارے لئے بہتر ہے جو نئی بات تم سے واقع ہوتی ہے  
ہم اس کا تازہ علاج فرماتے ہیں جب میں انتقال کروں گا میری ذوات  
تمہارے لئے بہتر ہوگی تمہارے اعمال میرے حضور معرض ہونگے میں  
نیکیوں پر شکر اور بدی پر تمہارے لئے استغفار فرماؤں گا۔

اللہم صل وسلم وبارک علیٰ هذا الحبيب الذی اسر سلتہ من رحمتہ  
و بعثتہ نعمتہ و علیٰ الروح النبویہ عدد کل عمل و کلمتہ امین۔

امام ترمذی محمد بن علی والد عبد العزیز سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
فرماتے ہیں :-

تعرض الایامال یوم الاثنين والخمیس علی اللہ تعالیٰ و تعرض علی  
الانبیاء و علی الابرار والامہات یوم الجمعة فیفرجون بحسنالہم و  
تزداد وجوہہم بیاضا و اشراقا فانقوا اللہ تعالیٰ ولا تؤخروا موتکم۔

”پیر و شنبہ و جمعہ کو اعمال اللہ عزوجل کے حضور پیش ہوتے ہیں اور

ہر جمعہ کو انبیاء اور ماں باپ کے سامنے وہ نیکیوں پر خوش ہوتے ہیں اور  
ان کے پھروں کی توراہیت اور چمک بڑھ جاتی ہے تو اللہ سے ڈرو  
اور اپنے مردوں کو بد اعمالی سے ایذا رنہ دو۔

اللهم وفقنا لما ترضاه ویرضاه بنیتنا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتزج ادب  
وجوہ ابائنا وامهاتنا بیاضا واشراقا آمین۔

ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

ان اعمال امتی تعرض علی فی کل یوم جمعة فاشتد غضب  
اللہ علی الزناة۔

”بے شک ہر جمعہ کے دن میری امت کے اعمال مجھ پر پیش ہوتے  
ہیں اور زانیوں پر خدا کا سخت غضب ہے“ (والعباد باللہ تعالیٰ)  
امام اہل عبد اللہ مبارک سیدنا سعید بن عزن رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی :-  
لیس من یوم الا وتعرض علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعمال  
امتہ غدوة وعشیا فیعرفہم بسیماہرہ واعمالہم۔

”کوئی دن ایسا نہیں جس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ان کی امت  
کے اعمال صبح و شام دو وقت پیش نہ ہوتے ہوں تو حضور انہیں انکی نسانی  
صوت سے بھی پہچانتے ہیں اور ان کے اعمال سے بھی صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم“

تیسرے شرح جامع صغیر میں ہے :-

وذلك کل یوم کما ذکرہ المؤلف وعدہ من خصوصیات  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتعرض علیہ ایضا مع الانبیاء

والا بء يوم الاثنين والخميس -

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور یہ پیشی نوہر روز ہے جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی نے ذکر فرمایا اور اسے حضور کے خصائص سے گنا اور ہر دو شنبہ و پختنبہ کو بھی حضور پر اعمال امت تبار و آبار

کے ساتھ پیش ہوتے ہیں" قالہ تحت حدیث ابن سعد المذکور واللہ تعالیٰ اعلم -

اس طور پر بارگاہ حضور میں اعمال امت کی پیشی روزانہ ہر صبح و شام کو الگ ہوتی ہے پھر ہر دو شنبہ و پختنبہ کو جدا، ہر جمعہ کو ہفتہ بھر کے اعمال کی پیشی جدا، بالجملة پونہ روزہ کالم سے غلط و اترائے محض کہنا محض اسی بنا پر ہے کہ فضائل محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے چلتے ہیں، صحیح حدیثوں کو کیا مانیں جب قرآن عظیم ہی سے کچھ کر سکتے ہیں اور نہ سے چلتے ہیں فباہی حدیث بعد اللہ وایتہ یومنون -

شنبہ رابعہ کے دور گزرنے اور اول و دوم سے نالنا حدیث ترمذی جس سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بیماری شدید اعتراض جانا چاہا وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون -

اصول محدثین پر عمل کلام اور اصول دین پر قطعاً حجیت سے ساقط ہے ترمذی کے بیان اس کے لفظیہ ہیں :-

حدثنا محمد بن یحییٰ ثنا محمد بن یوسف عن اسرائیل  
ثنا سیداک بن حرب عن علقمة بن وائل الکندی عن  
ابیہ ان امرأة خرجت علی عهد النبی صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم تریید الصلوة فتلقاها رجل فتجفل لہا ففضی  
حاجتہ منها فصاحت فانطلق و مر بہا رجل فقالت ان ذلك  
الرجل فعل بی کذا و کذا و مریت بعضا بہ من المهاجرین فقلت



ان ذلك الرجل فعل بي كذا وكذا فانطلقوا فاخذوا  
الرجل الذي ظننت انه وقع عليها فأتوها فقالت نعم هكذا توبه  
رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فلما امر به ليبرجم قام صاحبها  
الذي وقع عليها فقال يا رسول الله انه صاحبها فقال لها  
اذهبى فقد غفر الله لك وقال للرجل قولا حسنا وقال للرجل  
الذي وقع عليها ارجموا وقال لقد تاب توبة لو تابها اهل المدينة لقبل<sup>منهم</sup>  
هذا حديث حسن غريب صحيح وعلقمة بن وائل بن حجر سمع من ابيه وهو  
أكبر من عبد الجبار بن وائل عبد الجبار لم يسمع من ابيه -

۱۔ وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے علقمة کے سماع میں کلام ہے امام کحییٰ بن معین  
ان کی روایت کو منقطع بنا تے ہیں اور اسی پر حلقہ نے تقریب میں جرم کیا، نیز ان میں  
ہے: علقمة بن وائل بن حجر صدوق الا ان یحیی بن معین یقول فرأیتہ عن ابيه<sup>سنة</sup>  
تقریب میں ہے: علقمة بن وائل صدوق الا انه لم یسمع من ابيه -

۲۔ پھر سماک بن حرب میں کلام ہے تقریب میں ہے قال النسائی اذا انفروا باصل  
لم یکن حجة لانه کان یلقن فیلقن اھ وقد انتقد الحفاظ علی الترمذی تصحیحات  
بل وتحسینات کما بیناھ فی مدارج طبقات الحدیث وغیرھا من  
تصانیفنا اور اس پر ظاہر کہ اس حدیث کا مدار سماک پر ہے۔

۳۔ ابو داؤد نے یہ حدیث یحییٰ بن معین سے روایت کی اور اسی میں یہ لفظ لیرجم  
جو نثار بن عثران و لابی ہے اھلا نہیں۔ اس کی سند یہ ہے حدیثنا محمد بن یحییٰ بن فارس  
نا الفریابی نا اسرائیل نا سماک بن حرب عن علقمة بن وائل عن ابيه اور محل  
احتجاج میں لفظ صرف یہ ہیں فقالت نعم هو هذا فاتوبه رسول الله صلى الله تعالى  
عليه وسلم فلما امر به قام صاحبها الذي وقع عليها فقال يا رسول الله انا صاحبها آخری

قال ابوداؤد سوا ان سبا حاطننا ايضا عن يسماك بن مهران امر به مطلق به ممکن  
 کہ تحقیقات کے لئے حکم فرمایا یہ بھی سہی کہ بقدر حاجت کچھ سخت گیری کو فریاد کر د  
 کہ اگر گناہ کیا ہو اقرار کرے کہ شرعاً متہم کی تضریر جائز ہے۔ جامع ترمذی میں بسند  
 حسن معاویہ بن جریذ و تشریح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔

حدثنا علي بن سعيد الكندي ثنا ابن الميبرك عن معمر بن بهز بن حكيم  
 عن ابيه عن جده ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم حبس رجلا في تهمة  
 شرخلى عنه قال الترمذى وفي الباب عن ابى هريرة حديث بهز  
 حديث حسن و قد روى اسمعيل بن ابراهيم عن بهز بن حكيم  
 هذا الحديث هذا و اطول اه قلت سند الترمذى حسن على و بهز  
 و حكيم كلهم صدق و الثنا رايه من رواية اسمعيل بن ابراهيم فقد رواها ابن ابي عمير  
 في كتاب العفو قال حدثنا ابو بكر بن ابى شيبة ثنا ابن علية عن بهز عن ابيه عن جده ان  
 اخاه اتي النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فقال جيرانى على ما اخذوا فاعرض عن فاعاد فوالج  
 فاعرض عن و ساق القصة قال فى اخرها خلوا له عن جيرانه۔

۴۔ امام بخاری نے مسابیح میں یہ حدیث ذکر کی اور اس میں سرے سے دو کربے  
 شخص کا جس پر غلطی سے تہمت ہوئی تھی قصہ ہی نہ لکھا، مسابیح کے لفظ یہ ہیں:-  
 عن علقمة بن وائل عن ابيه ان امرأة خرجت على عهد رسول الله صلى الله  
 تعالى عليه وسلم تريد الصلوة فلتقاها رجل فتحلها تقضى حاجته منها فصاحت  
 وانطلق ومرت عصابت من المهاجرين فقالت ان ذلك فعل بي كذا وكذا  
 فاخذوا الرجل فانوابه رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فقال لها اذهبي  
 فقد غفرا ما فعلت وقال للذى وقع عليها ارجموك وقال لقد تاب توبة  
 لو تابها اهل المدينة يقبل منهم۔

یہ بالکل صاف دہے دغدغہ ہے مشکوٰۃ میں اسے ذکر کر کے کہا رواہ الترمذی ابو داؤد۔  
 ۵۔ اس لفظ ترمذی میں اصل علت یہ ہے کہ اگر کوئی عورت دھوکے سے کسی مرد  
 پر زنا کی تہمت رکھ دے اور حاکم کے حضور نہ وہ مرد اقرار کرے نہ اسے کوئی شہادت  
 معائنہ گزرتے چار و رکنار ایک گواہ بھی نہ ہوتا تو کیا ایسی صورت میں حاکم کو روایت ہے کہ  
 صرف عورت کے نام لے دینے سے اس کے رجم و قتل کا حکم دیدے، عا شاہر گز  
 نہیں۔ ایسا حکم قطعاً یقیناً اجماعاً قرآن عظیم و شریعت مطہرہ کے بالکل خلاف ہے۔ رجم باطل  
 و ظلم و خون انصاف ہے اس سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا اور یہاں اسی قدر واقعہ  
 تھا دے آئمہ کے یہاں مقبول ہے مگر انقطاع باطن باجماع علم مرد و دو باطل و مخدول ہے  
 اگرچہ کیسی ہی سند لطیف و صحیح سے آئے نہ کہ یہ سند بوجہ محل نظر ہے، سماک کے  
 سوا اسرائیل میں بھی اختلاف ہے اگرچہ راجح تو ثقیق ہے، امام علی بن دینار نے فرمایا اسرائیل  
 ضعیف ابن سعد نے کہا منہم من یستضعفہ یعقوب بن شیبہ نے کہا صالح الحدیث فی  
 حدیث لین، میزان میں ہے کا یحیی القطا لایرضاہ ابن حزم نے کہا، ضعیف اور انکی متابعت  
 کہ اسباب بن نصر نے کی ان کا حال تو بہت گرا ہوا ہے، تقریب میں کہا صدوق کثیر الخطا  
 یغرب اہ اماما ہا اول بہ التقضی عنہ فی ہامش نسخت الطبع اذ قال لعل المراد  
 فلما قارب ان یامربہ وذلک قالہ الراوی نظر الی ظاہر الامر حیث انہم  
 احضروہ فی الحکمت عند الامام و الامام اشتغل بالتفتیش من حالہ  
 فاقول لایجدی نفعاً ولا یبیدی افعافان الاشتغال بالتفتیش لایفہم قرب  
 الامر بالرجم ما لم یکن ہناک شیئی یثبتہ وما کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یامر  
 بقتل مسلم من دون ثبت فکیف یظہر للناظر قرب الامر بالرجم رجماً بالغیب بل نسبتہ مثل ہذا  
 الریک الباطل لندی یترفع عنہ اہاد الناس الی الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ثم ادعوا انہم اعتدوا  
 علیہ کل الاعتماد حتی شبوا الامر الی الرجیم الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ازراہ بالصحابۃ

وہو یرفع الامان عن سواياتہم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ  
العلی العظیم۔

رابعاً یہ سب علم ظاہر کے طور پر تھا اور علم حقیقت لیجئے تو وہ ایسے کا عجیب اور ندرھا  
پن قابل تماشا ہے وہ حدیث کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم عجیب پر روشنی  
دلیل ہے اسی کو الٹی دلیل نقی ٹھہرتے ہیں اللہ عزوجل نے ہمارے حبیب صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کو شریعت و حقیقت دونوں کا حاکم بنا یا حضور کے احکام شریعت ظاہرہ  
پر ہوتے اور کبھی حقیقت باطنہ پر حکم فرماتے مگر اس پر زور نہ دیا جاتا، صحابہ رضی اللہ  
تعالیٰ عنہم نے ایک شخص کی تعریف کی کہ جہاد میں ایسی قوت رکھتا ہے اور عبادت میں  
ایسی کوشش کرتا ہے اتنے میں وہ سامنے سے گزرا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم نے فرمایا، میں اس کے چہرہ پر شیطان کا داغ پاتا ہوں، اس نے پاس آکر سلام  
کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دل کی بات بتائی کہ کیوں تو نے اپنے دل  
میں یہ کہا کہ اس قوم میں تجھ سے بہتر کوئی نہیں؟ کہا ہاں! پھر چلا گیا اور ایک مسجد مقرر  
کر کے نماز پڑھنے کھڑا ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، کون ایسا ہے  
جو اٹھ کر جائے اور اسے قتل کر دے، حدیث اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے، دیکھا  
نماز پڑھتا ہے واپس آئے اور عذر عرض کیا کہ میں نے اسے نماز میں دیکھا مجھے  
قتل کرنے خوف آیا، حضور نے پھر فرمایا، تم میں کون ایسا ہے کہ اٹھ کر جائے اور  
اسے قتل کر دے، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ گئے اور نماز پڑھتا دیکھ کر چھوڑ آئے  
اور وہی عذر کیا، حضور نے پھر فرمایا، تم میں کون ایسا ہے کہ اٹھ کر جائے اور اسے  
قتل کر دے، مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے عرض کی، حضور نے فرمایا ہاں! تم اگر اسے  
پاؤ بیہ گئے وہ جا چکا تھا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ میری امت  
سے پہلا سینگ نکلا تھا اگر قتل ہو جاتا تو آئندہ امت میں کچھ اختلاف نہ پڑتا۔

ابن ابی شیبہ و ابوالعلیٰ و بزاز یہی تھے اس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں :-  
 قال ذکرہ ارجل عند النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قد ذکر واقوتہ فی الجہاد و اجتہادہ فی  
 العبادۃ فاذا ہم بالرجل مقبل فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انی لاجد فی وجہہ  
 سفۃ من الشیطان قلما دنی مسلم فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم هل حدث  
 نفسک بانہ لیس فی القوم احد خیر منک قال نعم شذذہ فاختط مسجدا و وقف  
 یصلی فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من یقوم الیہ فیقتلہ فقام ابوبکر  
 فانطلق فوجدہ یصلی فرجع فقال وجدته یصلی فہبت ان اقلہ فقال رسول اللہ صلی  
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک یقوم فیقتلہ فقام عمر فصنع کما صنع ابوبکر فقال رسول اللہ صلی  
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک یقوم فیقتلہ فقال علی نا قال ان ادراکتہ فذہب فوجدہ قد  
 انصرف فرجع فقال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم هذا اول قرن خرج من  
 امتی لو قتلتما ما اختلفت اثبات بعدہ من  
 امتی۔

خدمت اقدس میں ایک شخص حاضر کیا گیا جس نے چوری کی تھی ارشاد ہوا اسے  
 قتل کر دو، عرض کی گئی اس نے چوری ہی تو کی ہے، فرمایا خیر ہاتھ کاٹ دو پھر اس  
 نے دوبارہ چوری کی اور قطع کیا گیا، سد بارہ زمانہ صدیق اکبر میں پھر چرایا اور قطع کیا گیا،  
 پونہ تھی بار پھر چوری کی اور قطع کیا گیا، پانچویں بار پھر چرایا، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیری حقیقت خوب جانتے تھے جب کہ  
 اول ہی بار تیرے قتل کا حکم صادر فرمایا تھا تیرا وہی علاج ہے جو حضور کا ارشاد تھا  
 لے جاؤ اسے قتل کر دو، اب قتل کیا گیا۔

ابوالعلیٰ اور شاستی اور طبرانی مجسم کبیر اور حاکم صحیح مستدرک میں ضیائے مقدسی

صحیح مختارہ میں محمد بن حاطب اور حاکم مستدرک میں بافادہ تصحیح ان کے بھائی حارث بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :-

قال اتى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم بصر فامر بقتله فقتل ان سرق فقال قطعوه ثم جيئ به بعد ذلك الى ابى بكر وقد قطعت قوائمه فقال ابوبكر ما اجد لك شيئا الا ما قضى فيك رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يوم امر بقتلك فانه كان اعلم بك فامر بقتله صحیح مستدرک کے لفظ حارث بن حاطب سے یہ ہے ان رجلا سرق على عهد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فسألني به فقال اقتلوه فقالوا انما سرق قال فاقطعوه ثم سرق ايضا فقطع ثم سرق على عهد ابى بكر فقطع ثم سرق قطع حتى قطعت قوائمه ثم سرق الخامسة فقال ابوبكر رضى الله تعالى عنه كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اعلم بهذا حيث امر بقتله اذهبوا فاقتلوه اذهبوا -

ظاہر ہے کہ ان دونوں کے قتل کا حکم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے علوم غیبی کی بنا پر فرمایا تھا ورنہ ظاہر شریعت میں وہ مستحق قتل نہ تھے۔

امام جلیل جلال الملتہ والدین سیوطی سلمہ اللہ تعالیٰ انحصار کبر کے شریف میں فرماتے ہیں: باب، ومن خصائصه صلى الله تعالى عليه وسلم من جميع بين القبلتين والهجرتين وانه جمع له الشريعة والحقيقة ولم يكن للاختيار الا احدهما بدليل قصة موسى مع النضر عليه السلام والصلوة والسلام وقوله اتى على علم من علم الله لا ينبغي لك ان تعلمه وانت على علم من علم الله تعالى لا ينبغي لى ان اعلمه وقد كنت قلت هذا الكلام ولا استنباط من هذا الحديث من غير ان اقف عليه فى كلام احد من العلماء ثم رأيت اليد بين صاحب اشامل ليه فى تذكرته ووجدت من شواهدة وحديث السارق الذى

مر بقتله والمصلى الذي امر بقتله والمصلى الذي امر بقتله وقد تقدم في باب  
الاخبار بالمغيبات - من زيادة الايضاح لهذا الباب فقد اشكل فهمه على قوم ولو  
أملوا الا تضح لهم المراد بالشرعية الحكم بالظاهر وبالحقيقة الحكم بالباطن وقد  
نص العلماء على ان غالب الانبياء عليهم السلام انما بعثوا ليحكموا بالظاه  
ر من ما اطلعوا عليه من بواطن الامور وحقائقها ولكون الانبياء لم يعثوا بذلك  
انهم موسى قتله الغلام فقال له لقد جئت شيئا نكرا لان ذلك خلاف الشرع  
فاجاب بانه امر بذلك وبعث به فقال وما فعلت عن امرى ذلك تاويل فهذا  
معنى انك علم <sup>عليه</sup> علم الاخره قال الشيخ سراج الدين البلقيني في شرح البخاري المراد  
بالعلم التنفيذ والمعنى لا ينبغي لك ان تعلمه لتعمل به لان العمل به مناف لمقتضى  
الشرع ولا ينبغي ان اعلمه فاعمل بمقتضاه لانه مناف لمقتضى الحقيقة قال فعلى  
هذا لا يجوز للولي التابع للنبي صلى الله تعالى عليه وسلم اذا اطلع على حقيقة ان ينفذ  
ذلك بمقتضى الحقيقة وانما عليه ان ينفذ الحكم الظاهر انتهى وقال الحافظ  
ابن حجر في الاصابة قال بوحيان في تفسيره الجمهور وعلى ان الخضر نبي كان  
عليه معرفة بواطن او حيث اليه وعلم موسى الحكم بالظاهر فاشار الى ان المراد  
في الحديث بالعلمين الحكم بالباطن والحكم بالظاهر لا من اخر وقد قال الشيخ  
تقي الدين السبكي ان الذي بعث به الخضر شرعيته له فالكل شريعة واما نبينا  
صلى الله تعالى عليه وسلم فانه امر اولاً ان يحكم بالظاهر دون ما اطلع عليه من الباطن  
والحقيقة كغالب الانبياء ولهذا قال نحكم بالظاهر وفي لفظ انما افضى بالظاه  
ر والله يتولى السرائر وقال انما افضى نحو ما اسمع فمن قضيت له بحق اخر  
فانساها قطعة من الناس وقال للعباس ما ظاهرك فكان علينا واما سريرتك فقال  
وكان يقبل عذر المتخلفين عن غزوة تبوك وبكل سرايرهم الى الله وقال في تلك المرأة

لو كنت راجسا احد من غير بيعة لرجمتها وقال ايضا لولا القرآن لكان لي  
ولها شان فهذا كله صريح في انه انما يحكم بظاهر الشرع بالبيعة اذا اعتد  
دون ما اطلع الله عليه من بواطن الامور وحقائقها ثم ان الله عزاده شرفا  
واذن له ان يحكم بالباطن وما اطلع عليه من حقائق الامور فجمع له بين  
ما كان الا نبياء وما كان للخضر خصوصية خصه بها ولم يجمع الامران  
لغيره وقد قال القرطبي في تفسيره اجمع العلماء عن بكرة ابيهم  
انه ليس لاحد ان يقتل بعلمه الا النبي صلى الله تعالى عليه وسلم  
وشاهد ذلك حديث المصلي والسارق الذين امر بقتلهم ما فانه  
اطلع على باطن امرهما وعلم منهما ما يوجب القتل ولو تفتن الذين  
لم يفقهوا الى استشهاده بهذين الحديثين في اخر الباب لعرفوا  
ان المراد الحكم بالظاهر والباطن فقط لا شئ اخر لا يقوله مسلم ولا كافر  
ولا مجانين الما رسان وقد ذكر بعض السلف ان الخضر الى الان ينفذ  
الحقيقة وان الذين يموتون فجأة فهو يقتلهم فان صح ذلك فهو في هذه  
الامة بطريق النيابة من النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فانه صار من اتباعه  
كسائر عيسى عليه السلام لسا ينزل بحكم شريعة النبي  
صلى الله تعالى عليه وسلم نيابة عنه ويصير من اتباعه  
وامتاه

اس کلام نفسیں سے ثابت ہوا کہ عامہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو صرف ظاہر شرع پر  
عمل کا اذن ہوتا ہے اور سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے علم مخیبات پر عمل کا حکم ہے  
لہذا انہوں نے نا سمجھ بچہ کو بے کسی جرم ظاہر کے قتل کر دیا اور یہ کہ اب جو ناگہانی موت سے  
مر جاتے ہیں انہیں بھی وہی قتل فرمانے ہیں اور ہمارے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم



کو ظاہر شرع اور اپنے علم غیب و دونوں پر عمل و حکم کا رب عزوجل نے اختیار دیا ہے اور  
 امام قرظی نے اجماع علماء نقل فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اختیار ہے کہ محض  
 اپنے علم کی بنا پر قتل کا حکم فرمادیں اگرچہ گواہ شاید کچھ نہ ہو اور حضور کے سوا دوسرے  
 کو یہ اختیار نہیں تو اگر اس نماز والے یا اس چور یا اس شخص کو جس پر عورت نے دھوکے  
 سے تہمت رکھی تھی قتل کا حکم فرمادیں تو یقیناً وہ حضور کے علوم غیب ہی پر مبنی ہے نہ کہ  
 ان کا فانی کیوں دلیلوں اب تو اپنی اوندھی مہمت پر مطلع ہوئے فانی تو مخلوق  
 مسلمانوں و باہر کے مطلب پر بھی غور کیا؟ حکم کے دو ہی بنسے ہوتے ہیں یا ظاہر  
 شرع یا باطنی علوم غیب، ظاہر ہے کہ یہاں ظاہر کی رو سے تو اصلاً حکم رجم کی گنجائش نہ تھی  
 یہ ملزم کا اقرار نہ اصلاً کوئی گواہ، صرف مدعی کا غلط دعویٰ سن کر مسلمان کے قتل کا  
 حکم فرمادیں، نبی کی شان تو ارفع و اعلیٰ ہے، آج کل کا کوئی عالم نہ عالم کوئی جاہل عالم  
 ہی ایسا حکم کر بیٹھے تو ہر عاقل اسے باسخت جاہل یا پکا ظالم کہے تو حدیث صحیح مان  
 کر رہا نہ تھی مگر اسی طرف کہ حضور نے بریناے تہمت پر کوئی حکم نہ دیا بلکہ اپنے علوم  
 غیب سے جانا کہ یہ شخص قابل رجم ہے اس بنا پر حکم رجم فرمایا اسے و باہر مانتے  
 نہیں بلکہ نیرغم خود اسی کے ابطال کو یہ حدیث لائے ہیں تو اب سمجھ لیجئے کہ ان کا مطلب  
 کیا ہوا اور انہوں نے تمہارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کیسا بھاری التزام  
 قائم کیا، کیوں نہ ہو، عداوت کا یہی مقتضی ہے قد بدت لفضل من افواہم و ما تخفے  
 صدورہم اکبر قد بینا الایت لقوم یعقلون ؕ والذین یؤذون رسول اللہ لہم عذاب  
 الیم ؕ ہرب انی اعوذ بک من مصائب الشیطین واعوذ بک سرہان یحضرن ؕ ہ  
 وصلی اللہ تعالیٰ سیدنا و مولانا محمد والہ و صحبہ اجمعین ؕ و آخر دعوانا ان الحمد  
 للہ رب العالمین واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم و علما جل مجدہ اتم و احکم۔

# شرح فتوح الغیب

شرح

حضرت علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ

ترجم

مفتی ظہور احمد جلالی

ناشر

غوثیہ بک ڈپو مرید کے

ملنے کے پتے

☆ مکتبہ حامدیہ سنجھڑی روڈ لاہور

☆ ضیاء القرآن سنجھڑی روڈ لاہور

☆ مسلم بک سنجھڑی روڈ لاہور

☆ حجاز پبلی کیشنز دربارہ کیت لاہور



اہل محبت کیلئے ایک عظیم خوشخبری

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

کی معرکہ آموز کتاب

معرکہ فلول العیب

شیخ عبد الحق محدث دہلوی کا

اردو شرح چھپ کر منظر عام پر آچکا ہے

برائے رابطہ

ملکتیہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور فون نمبر 7232359  
ضیاء القرآن گنج بخش روڈ لاہور  
حجازی بیلی کیشنز سٹا ہوٹل دربار مارکیٹ لاہور  
مسلم کتابوی دربار مارکیٹ لاہور  
ملکتیہ رضوان گنج بخش روڈ لاہور فون نمبر 7115761